إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰
شہر محکمہ قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

پھر گویم بانگ آئی چہار رقادیاں بینی	و وا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

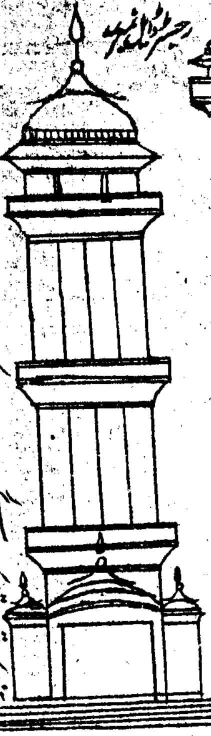
(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے	۱ صہ
۲۔ خواص و معاونین سے	۵ عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر سے	
۴۔ غیر مذاہب والوں سے	۱۲/ سے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع و کس روپیہ	
کم آمدنی والے لوگوں سے	۱۲/

نوٹ عہم کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۱۹ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲



احمدی ڈیپوٹیشن

احمدی ڈیپوٹیشن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات پر قوم کو آگاہ کرنے کے لئے نکلا ہے جیسا کہ میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں۔ ڈیپوٹیشن میں شریک ہونے والے بہت عدیم الفرصت اور بعض ان میں سے قومی خدمات کے بوجھ کے نیچے بہت ہی دبے ہوئے ہیں مگر موجودہ ضروریات نے انھیں مجبور کیا ہے کہ وہ قومی گدا بن کر قوم کے دروازوں کو کھٹکھٹائیں۔

اس سے پیشتر کہ باضابطہ ایک وفد روانہ ہو مولوی محمد علی صاحب پچھلے اتوار کو لاہور تشریف لے گئے اور اُنھیں نے مناسب سمجھا کہ لاہور ہی سے کام شروع کریں لاہور شہر میں اُنھوں نے بعض دوستوں کو مدرسہ کی عمارت کے لئے تحریک کی اور پچاس ساٹھ آدمیوں ہی میں **دو ہزار** کے قریب چندہ تجویز ہو گیا۔ اس وقت لاہور کی ساری جماعت بھی جمع نہ تھی۔ اور ابھی ضلع لاہور بالکل باقی ہے۔ لاہور کی جماعت کی یہ **اولوالعزمی** باقی جماعتوں کے لئے قابل قدر نمونہ ہوگی خاص شہر **لاہور** کا اور وہ بھی سو سے کم افراد کا چندہ **دو ہزار** ایک معقول رقم ہے اس چندہ کی تفصیل ابھی میرے پاس نہیں آئی اور نہ تفصیلی حالات مجھے ملے ہیں کیونکہ ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء کو محمد علی صاحب نے لاہور میں یہ تحریک کی اور وہ اُسی دن ... اُنھیں دارالامان میں واپس پہنچکر صاحبزادی صاحبہ کے نکاح کی تقریب میں شامل ہونا ضروری تھا اور پھر اس سعید تقریب سے فارغ ہو کر بعض ضروریات کی بنا پر دو دن کے لئے انھیں وطن جانا پڑا۔ ۲۲ فروری کو دوپہر لاہور انشاء اللہ پہنچینگے اور لاہور کے چندہ کی فہرست مکمل کرینگے۔ میں امید کرتا ہوں کہ لاہور کی باقی ماندہ جماعت کم از کم **دو ہزار** اور پورا کرکے **چار ہزار صرف** شہر لاہور سے دیگی اور ضلع کی باقی جماعتوں کا چندہ اس سے الگ ہوگا۔

۲۸ فروری ۱۹۰۸ء کی شام کو یہ ڈیپوٹیشن امرتسر پہنچیگا۔ اور ۲۹ کی دوپہر تک وہ امرتسر میں کام کریگا اور جماعت سے مدرسہ کی عمارت فنڈ میں چندہ لیگا۔ اور ۲۹ کو بعد دوپہر کلکتہ میل میں سوار ہو کر کپورتھلہ کے ارادہ سے کرتارپور سٹیشن پر اُترے گا اور اسی شام کو پہنچے ۲۹ فروری کی شام کو کپورتھلہ میں **پہلا جلسہ** ہوگا۔ اس لئے میں امرتسر اور کپورتھلہ کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس **قومی وفد** کے خیر مقدم کے لئے طیار رہیں۔ اور جن امیدوں کو لیکر وہ اپنے برادران طریقت کے پاس آتا ہے انھیں پورا کرکے خیروں میں یہ نمونہ قائم کردو کہ حق پرست قوم حق کی حمایت اور نصرت کے لئے

اپنے مالوں کو عزیز نہیں رکھتی

وفد کی خدمت میں میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ **اشاعت اسلام** کے سوال کو بھی ساتھ ہی رکھیں۔ جبکہ آج بالکل پھر ان لوگوں ہی سے لینا ہے تو پھر کیوں آج ہی انھیں اس ضرورت پر بھی متوجہ کیا جاتا احمدی قوم کا یہ پہلا **ڈیپوٹیشن** ہے یہ خیال قوم کے دل سے محو نہ ہو جاوے وہ سمجھ لے کہ اب ضرورت پیش آگئی ہے تو یہ بزرگان ملت اپنے گھروں سے نکلے ہیں کہ قوم سے کچھ مانگیں اپنے لئے نہیں بلکہ

قوم ہی کے لئے

مدرسہ میں تربیت اور تعلیم پانیوالے بچے دراصل وہ قوم ہے جو احمدی **قوم** پورے معنوں میں کہلائے گی کیونکہ اُن کا نشو و نما احمدیت ہی میں ہوگا۔ اور آنکھیں کھولتے ہی وہ احمدیت میں ہونگے اس لئے اس قوم کی حفاظت اسکی تربیت کے لئے ہمیں پوری سعی کرنی چاہئے۔ اور اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے

چالیس ہزار

کی رقم کچھ چیز نہیں۔ **عمارت فنڈ** کے سوال کیساتھ مدرسہ کے مستقل اخراجات کو نظرانداز نہ کر دینا۔ مدرسہ کا مستقل خرچ **ایک ہزار روپیہ** ہے اور یہ احمدیوں ہی کے پاس سے آنا چاہئے۔

بہر حال

۲۸ فروری ۱۹۰۸ء کی شام کو جماعت احمدیہ امرتسر کو اپنے جلسہ کا وقت مقرر کر لینا چاہئے اور جماعت کپورتھلہ کو ... تا کہ ان معزز ... الاقدر ... قوم کا وقت ... ساڑھے سات بجے شام

حزب اللہ

[اس عنوان کے نیچے وقتاً فوقتاً اولیاء اللہ اور صلحاء امت کی باتیں درج ہوا کرینگی۔ ایڈیٹر]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی چند باتیں

ایک اعرابی حسن کے پاس آیا اور صبر کی بابت پوچھا آپ نے جواب دیا صبر دو طرح پر ہے۔ ایک تو بلا اور مصیبت پر ہوتا اور دوسرا ان چیزوں پر جن سے خدا نے ہم کو منع کیا ہے اور صبر کا جیسا کہ حق ہے اُس کو بیان کیا اعرابی نے سُنکر کہا میں نے تم سے زیادہ زاہد کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی تم سے کوئی زیادہ صابر آدمی سُنا ہے حسن نے کہا اے اعرابی سب کا صبر تو اس جہت سے ہے کہ ان کو اس کی طرف میل ہے اور میرا صبر جزع کی جہت سے ہے اعرابی نے کہا اس قول کے معنے کھولکر بیان کر کیونکہ اس مقولہ سے میرا اعتقاد پریشان ہو گیا ہے فرمایا میرا صبر بلاؤں اور طاعت خالق میں ہے جس کا باعث دوزخ کی آگ سے میرا خوف ہے اور یہ عین جزع ہے اور دنیا میں جو میرا زہد ہے اور آخرت میں رغبت ہو اور یہ عین نصیبہ کا طلب کرنا ہے اس کے بعد فرمایا اُس شخص کا صبر قوی ہوتا ہے جو اپنے نصیبہ کو درمیان سے اُٹھالے تا کہ اس کا صبر خدا کے واسطے ہو اس واسطے نہ ہو کہ دوزخ سے میرے تن کو آرام ملے۔ اور اس کا زہد حق کے واسطے ہو نہ اپنے بہشت کے پہنچنے کے واسطے۔ اور یہ اخلاص کی علامت ہے۔ اور کہا مرد کو ایسا علم چاہیئے جو فایدہ دینے والا ہو اور کامل علم ہونا چاہیئے اور پورا اخلاص ہو اور پوری قناعت ہو اور پورا صبر ہو جب یہ تینوں باتیں حاصل ہوں تو اس کے بعد میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا کرینگے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ بھیڑ بکریاں آدمی سے زیادہ آگاہ ہیں۔ کیونکہ جب چرواہے کی آواز سُنتی ہیں تو آگاہ ہو کر چرنے سے باز رہ جاتی ہیں اور آدمی خدا کی کلام سُنتا ہے اور اپنی خواہش سے باز نہیں رہتا۔ اور آپ نے فرمایا ہے بدوں کی صحبت آدمی کو نیکوں کے حق میں بدگمان کر دیتی ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر کوئی مجھکو شراب پینے کے واسطے بلائے تو میں اُس آدمی کو اس سے زیادہ دوست رکھتا ہوں جو مجھ کو دُنیا کی طلب کیواسطے بلاتا ہے اور فرمایا ہے معرفت یہ ہے کہ تو اپنے آپ میں خصومت کا ایک ذرہ بھی نہ پائے اور آپ نے فرمایا ہے جو بے انتہا ہمیشگی کا بہشت ہے وہ ان چند دنوں کے عمل سے حاصل نہیں ہوتا وہ نیک نیت سے ملتا ہے اور فرمایا ہے کہ جب بہشتی آدمی پہلے بہشت میں دیکھینگے تو سات سو ہزار سال تک بے ہوش ہو جائینگے کیونکہ حق تعالیٰ ان پر تجلی ظاہر کریگا اگر اس کے جمال میں دیکھینگے تو وحدت میں غرق ہونگے اور اگر اس کے جلال میں دیکھینگے تو ہیبت میں مست ہو جائینگے اور آپ نے فرمایا کہ تیرا فکر آئینہ ہے جو تیری نیکیاں اور تیری برائیاں تم کو دکھلاتا ہے اور فرمایا ہے جس کا سخن حکمت کے بھید سے نہیں وہ عین آفت ہے اور جو فکر سے خاموش نہیں اس کا سبب غل شہوت اور غفلت ہے۔ اور جو نظر عبرت سے نہیں ہوتی وہ سب بازی اور ذلت ہے اور فرمایا ہے کہ توریت میں ہے کہ جس آدمی نے قناعت کی وہ لوگوں سے بے پرواہ ہو گیا اور جب لوگوں سے گوشہ اختیار کر لیا تو اس سے سلامتی میں ہو گیا اور جب شہوت کو پاؤں کے نیچے ڈالدیا تو آزاد ہو گیا اور جب حسد سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے تو اس سے دوستی پیدا ہوتی ہے اور جب کچھ روز صبر کرتا ہے تو اس سے پھل پاتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ اہل عقل ہیں وہ خاموش رہنے کی عادت کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے دل گویائی میں آجاتے ہیں اور اس کے بعد وہ گویائی زبان پر جاری ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے ورع یعنے پرہیزگاری کے تین مقام ہیں۔ ایک یہ ہے کہ آدمی بات نہ کرے مگر وہی جو حق چاہیے غصہ میں ہو اور چاہے راضی ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ جس میں خدا کا غصہ ہو اس سے اپنے اعضاؤں کو نگاہ رکھے۔ تیسرا یہ ہے کہ آدمی کا ارادہ اس چیز میں ہو جس میں خدا تعالیٰ نے رضا دی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ پرہیزگاری کا ایک ذرہ ہزار سالوں کے نماز روزہ سے بہتر ہے۔ اور فرمایا ہے کہ سب عملوں میں سے زیادہ بزرگ عمل فکر اور پرہیزگاری ہے۔ اور فرمایا ہے اگر مجھکو یہ معلوم ہو جائے کہ مجھ میں نفاق نہیں ہے تو جو کچھ سطح زمین پر ہے۔ اس سے میں اپنے آپ کو زیادہ دوست رکھوں اور فرمایا ہے باطن اور ظاہر کا خلاف نفاق میں ہے اور فرمایا ہے کہ گذشتہ لوگوں میں سے کوئی مومن ایسا نہیں ہوا اور نہ ہوگا جو اس خوف سے نہیں کانپتا۔ کہ ایسا نہ ہو میں منافق ہوں اور فرمایا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں مومن ہوں خدا کی قسم یقیناً وہ مومن ہے اور فرمایا ہے مومن وہ ہے جو آہستہ ہو۔ اور حاطب اللیل کی مانند نہ ہو یعنے اُس شخص کی مانند نہ ہو جو کہ جو کچھ کر سکتا ہے وہ کرے اور جو کچھ اُس کی زبان پر آئے وہ کہدے اور فرمایا ہے تین آدمیوں کے لئے غیبت نہیں۔ ایک تو اُس شخص کے واسطے جو صاحب ہوا ہے اور دوسرے فاسق کے واسطے۔ اور تیسرے ظالم امام کے لئے یعنے اُن کے حق میں جو کچھ کہا جائے وہ غیبت میں شمار نہیں ہوتا۔ اور فرمایا ہے اگر تو صفائی چاہتا ہے تو غیبت کے کفارہ کے واسطے استغفار کافی ہے۔ اور فرمایا ہے آدم کا مسکین فرزند اس سرائے میں راضی ہو گیا ہے جسکے حلال کا تو حساب ہے اور اس کے حرام کا عذاب۔ اور فرمایا ہے کہ آدم کا فرزند کسی حال میں دنیا سے جدائی نہیں کرتا مگر تین حسرتوں سے ایک تو یہ ہے کہ جمع کرنے سے سیر نہیں ہوتا اور اس کی حسرت رکھتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ جو اس کے دل میں اُمید ہوتی ہے اُسکو حاصل نہیں کر لیتا۔ تیسری یہ ہے کہ جو راستہ اس کے پیش آیا ہے اس کیواسطے توشہ تیار کیا ہوا نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے آپ کو کہا کہ فلاں آدمی جان توڑ رہا ہے کہا تو ایسا نہ کہو کیونکہ وہ تو ستر سال سے جان توڑنے کی حالت میں ہے اور اس وقت وہ جان توڑنے سے چھوٹ جائیگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ ہلکے بوجھ تھے وہ نجات پا گئے اور جو بھاری بوجھ تھے وہ ہلاک ہو گئے

اور فرمایا ہے کہ اس قوم کے لوگوں کو خدا نے بخش دیا جن کے پاس دنیا امانت تھی اور اس امانت کو واپس دیا اور ہلکے بوجھ ہوکر یہاں سے چلے گئے اور آپ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک دانا آدمی وہ ہے جو دنیا کو خراب کرتا ہے اور اس کے خراب کرنے سے آخرت کی عمارت کرتا ہے اور آخرت کو خراب نہیں کرتا۔ اور آخرت کو خراب کر کے دُنیا کو نہیں بناتا اور آپ نے فرمایا ہے جس نے خدا کو پہچانا اُس نے اُس کو دوست بنا لیا اور جس نے دُنیا کو پہچانا اُس نے خدا کو دشمن جانا۔ اور فرمایا ہے دنیا میں سخت لگام دینے کے لائق تیرے نفس سے بڑھکر کوئی اور چوپایہ نہیں ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ یہ دیکھے کہ میرے بعد دُنیا کیونکر ہوگی تو اس کو دیکھ لے کہ دوسروں کے مر جانے کے بعد دُنیا کیونکر ہے اور آپ نے فرمایا ہے خدا کی قسم لوگوں نے بُتوں کی پوجا نہیں کی مگر دُنیا کی دوستی کے واسطے۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں انھوں نے اس زمانہ کا قدر جان لیا جو حق کی طرف سے اُن کو پہنچا تھا رات کے وقت اس میں سوچتے تھے اور دن کو اسپر عمل کرتے تھے۔ اور تم اس کو درست تو کرتے ہو مگر اس کے موافق عمل نہیں کرتے۔ اعرابوں اور حرفوں کو ہی بناتے رہتے ہو اور پھر دنیا کا نام بناتے ہو۔ اور فرمایا ہے کہ خدا کی قسم چاندی اور سونے کو وہی عزیز جانتا ہے جسکو خدا تعالیٰ خوار کرتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ جو احمق آدمی قوم کے لوگوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اُس کے پیچھے چلنے لگ گئے ہیں اس کا دل بجا نہیں رہتا جیسے آتش کے آگے کی مانند پھول کر کپا ہو جاتا ہے اور بڑا غرور کرتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی دوسرے لوگوں کی باتیں تیرے پاس لاکر بیان کرتا ہے وہ تیری باتیں بھی اوروں کے پاس لیجائیگا۔ اور فرمایا ہے بھائی ہمارے نزدیک جوروں اور فرزندوں سے زیادہ عزیز ہیں کیونکہ وہ دین کے یار ہیں اور جورو اور فرزند دُنیا کے یار ہیں اور دین کے دشمن۔ اور آپ نے فرمایا ہے ماں اور باپ پر جو کچھ آدمی خرچ کرتا ہے اُس کا تو حساب ہوتا ہے مگر اس طعام کا حساب نہیں ہوتا جسکو مہمان اور دوستوں کے آگے رکھتے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے جو نماز ایسی ہو کہ اُس میں دل حاضر نہ ہو وہ عذاب کے نزدیک ہوتی ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ خشوع کیا ہے جواب دیا وہ خوف ہے جو دل میں جما ہوا ہوتا ہے اور دل نے اُس کو اچھی طرح پکڑا ہوا ہوتا ہے لوگوں نے آپ کو کہا کہ ایک آدمی کو بیس سال ہو گئے ہیں وہ نماز جماعت میں نہیں آیا ہے اور کسی کے ساتھ ملتا جلتا نہیں حسن اس کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ تو نماز میں کیوں نہیں آتا۔ اور کسی سے ملتا جلتا نہیں اُس نے جواب دیا مجھکو معذور رکھ کیونکہ میں مشغول ہوں۔ پوچھا تو کس میں مشغول ہے جواب دیا کوئی سانس میرے اندر سے ایسا باہر نہیں آتا جس سے کہ ایک نعمت حاصل نہ ہوتی ہو اور کوئی نہ کوئی گناہ مجھ سے وجود میں نہ آتا ہو پس اس نعمت کے شکر اور اس گناہ کے عذر میں مشغول ہوں یہ سُنکر

حسن نے فرمایا اسی طرح مشغول رہو اور تو مجھ سے بہتر ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کبھی آپ خوش وقت بھی ہوئے ہو۔ جواب دیا کہ ایک دن میں مکان کے اوپر تھا۔ میں نے سنا ہمسایہ عورت اپنے شوہر کو یہ کہہ رہی تھی کہ قریب پچاس برس ہوتے ہیں کہ میں تیرے گھر میں ہوں۔ اگر کوئی چیز موجود ہوا اور اگر نہ ہو میں ہر حال میں صبر کرتی ہوں گرمی اور سردی میں کوئی زیادہ چیز تجھ سے نہیں مانگتی اور تیرے نام اور تیرے ننگ کو نگاہ رکھتی ہوں اور کبھی کسی کے پاس تیرا گلہ نہیں کیا لیکن اس ایک بات پر [illegible] میرے اوپر دوسری بیوی لائے اور اس قدر صبر کی تنگی اور تکلیف جو مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی وہ اس واسطے کی ہے کہ [illegible] نہیں کہ تو دوسری بیوی کو دیکھے۔ اگر آج کے دن تو دوسری [illegible] جان کی طرف توجہ کرتا ہے تو دیکھ میں تیری ملامت کے واسطے مسلمانوں کے امام کا دامن پکڑتی ہوں۔ یہ سن کر میرا وقت خوش ہوا اور خوشی کے مارے میری آنکھوں سے پانی نکل پڑا۔ میں نے قرآن منگوایا تاکہ اس میں اس کی نظیر دیکھوں۔ یہ آیت ملی ان اللہ لا

یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء

تحقیق اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا جو اس کے ساتھ شریک کریگا اور اس کے سوا جس کو چاہے گا اس کو بخش دیگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں تیرے سب گناہ بخش دونگا لیکن اگر تو اپنے دل کے گوشہ کو کسی طرف میل دیگا اور میرے سوا غیر کو دیکھیگا تو پھر ہرگز نہیں بخشونگا نقل ہے کہ ایک نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ جواب دیا اس قوم کا حال کیا ہوتا ہے جو دریا میں ہو اور اس کی کشتی ٹوٹ جائے اور ہر ایک کسی نہ کسی ٹوٹے ہوئے تختہ پر دریا میں بہتا ہوا رہجائے۔ اس نے جواب دیا اس کا حال بڑا سخت ہوتا ہے آپ نے فرمایا میرا حال بھی ایسا ہی ہے نقل ہے کہ عید کے دن آپ کچھ لوگوں پر گذرے جو آپس میں ہنس رہے تھے اور کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا ان لوگوں پر مجھکو تعجب آتا ہے جو ہنستے ہیں اور انکو اپنے حال کی حقیقت معلوم نہیں۔ نقل ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قبرستان میں روٹی کھا رہا تھا آپ نے فرمایا یہ منافق ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں۔ جواب دیا ان مردوں کے روبرو جس کی شہوت حرکت میں آتی ہے وہ گویا موت اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور یہ منافقوں کی علامت ہے۔ نقل ہے کہ آپ مناجات میں کہا کرتے تھے الٰہی تو نے مجھکو نعمت دی ہے اور میں نے اس کا شکر نہیں کیا تو نے مجھ پر بلا بھیجی ہے تو میں نے اس پر صبر نہیں کیا اور شکر نہ کرنے کے باعث تو نے نعمت کو مجھ سے ہٹا نہیں رکھا اور اس واسطے کہ میں نے صبر نہیں کیا بلا کو ہمیشہ تو نے مجھ پر مقرر نہیں کیا الٰہی کرم کے سوا تجھ سے اور کیا آتا ہے۔ اور جب آپ کی وفات نزدیک ہوئی تو اس وقت ہنس پڑے اور آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ اور اس وقت یہ کہتے تھے کونسا گناہ کونسا گناہ اور اسی حال میں جان دیدی۔ ایک بزرگ آدمی نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ سے پوچھا کہ تو زندگی بھر میں تو نہ ہنسا نہیں مگر نزع کے وقت ہنسا ہے یہ کیا حال ہوا۔ آپ نے جواب دیا کہ اس وقت میں نے یہ آواز سنی تھی کہ اے ملک الموت اس کو سخت پکڑ کیونکہ ابھی اس کا ایک گناہ باقی ہے مجھکو اس سے خوشی ہوئی اور میں ہنسا اور پوچھا کونسا گناہ اور اسی حال میں میں نے جان دیدی۔ جس رات انھوں نے وفات پائی ہے اس رات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتوں نے آسمان کے دروازے کھولے ہوئے تھے اور پکار رہے تھے کہ حسن بصری آیا ہے اور ان کے آنے سے آسمانوں میں بڑی خوشی تھی ؞

شذرات اور خبریں

انجمن حمایت اسلام کے مخالفوں نے اپنا معمول بنالیا ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے رہیں اس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہو مسلمانوں ہی کا نقصان ہے اس اجتماعی انسٹی ٹیوشن کو اگر نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار اور نیز بال خان بہادر محمد شفیع کی پارٹی ہوگی۔ ہمنے ان تمام تحریروں کو پڑھا ہے جو انجمن کی مخالفت میں شائع ہو رہی ہیں ہم انھیں محض اصلاح کی بنا پر ہمیں یقین نہیں کر سکتا۔ انجمن پر حساب نہ دکھانے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جنرل سکرٹری نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن الحکم میں شائع ہونے کو بھیجا ہے اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ انجمن حساب نہیں دکھاتی تو یہ ظلم ہوگا۔

ریزولیوشن جو انجمن حمایت اسلام کی منیجنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۱۶ فروری ۱۹۰۵ء میں متعلق معائنہ حساب کتاب انجمن پاس ہوا ہے یہ ہے۔

چونکہ حساب کے معاملہ میں بہت سی غلط فہمیاں ہوئی ہیں اس لئے آج کی تاریخ سے ایک شخص ۱۵ سے ۲۰ ماہوار تک تنخواہ کا ملازم رکھا جائے جو انجمن کے دفتر میں ۷ بجے سے ۹ بجے تک صبح اور ۴ بجے سے ۸ بجے شام تک رہے اور انجمن کے حساب کی کتب اس کے پاس رکھی جائیں جو مسلمان انھیں دیکھنا چاہے وہ ان کو دیکھ لے بشرطیکہ کوئی صاحب اس کمرہ میں نوٹ قلم دوات سے نہ لے اور اپنا نام ایک رجسٹر میں معہ ملاحظہ شروع کرنیکے وقت اور اختتام کے وقت کے درج فرماوے رجسٹر محرر معائنہ کے پاس موجود رہے گا اور جنرل سکرٹری کا حق نہ ہوگا کہ وہ کسی شخص کو اس معائنہ سے روکے اور اگر بسبب کثرت معائنہ کنندگان سکرٹری یا افسر انچارج اجازت نہ دیں تو ان کو اپنی وجوہات تحریری اس شخص کو دینی ہونگی فی الوقت یہ انتظام ایک ماہ کے لئے کیا جاوے اس محرر کو رخصت جمعہ کے روز ہوگی نگرانی کا سکرٹری انتظام کرے اس ریزولیوشن پر ۲ ماہ مال تک عملدرآمد شروع ہو جاوے

گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر

ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور روشن خیال ڈپٹی کمشنر میجر پی ٹامسن ریاست ہائے پھلکیاں میں پولیٹیکل ایجنٹ ہو کر جاتے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ آج یا کل آپ ضلع گورداسپور کا چارج مسٹر کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر میانوالی کو دیدینگے۔ میجر پی ٹامسن کے متعلق اخبار الحکم میں بہت کم کہنے کا موقع ملا ہے اب جبکہ صاحب موصوف اس ضلع سے تشریف لیجانے والے ہیں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ صاحب موصوف کے متعلق ان خیالات کا اظہار کروں جو ہم لوگ ان کے لئے رکھتے تھے۔ ضلع گورداسپور کی رعایا میجر ٹامسن کی ڈپٹی کمشنری کے دوران میں بے حد خوش تھی اس کی وجہ صاحب موصوف کا پبلک کو اپنے خیالات اور خواہشوں کے اظہار کا موقعہ دینا تھا۔ منڈگل کے دن ہر شخص سے جو ان سے ملنا چاہتا اور جو وہ کہنا چاہتا اسے سنتے تھے۔ اور جہاں تک مصلحت وقت اور قرین انصاف ہوتا ایسے جواب دیتے۔ ضلع کے بعض عمال کے متعلق جب انھیں شکایات پہنچیں تو انھوں نے اسپر پورا نوٹس لیا۔ پنڈت کاہن چند سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر کی شکایتوں سے بہت لوگ نالاں تھے۔ صاحب موصوف پر جب اس کی شکایتوں اور اخلاقی کمزوریوں کا راز کھلا۔ تو آپ نے اسپر توجہ فرمائی۔ پنڈت کاہن چند مستعفی ہوئے۔ اور ان کی جگہ ایک ہوشیار اور مستعد نوجوان منشی منورالدین سپرنٹنڈنٹ ہوکر آیا ہے۔ ایسا ہی صاحب موصوف کے عہد کا ایک واقعہ جو اخلاقی اصلاح کے سلسلہ میں نہایت قابل قدر ہے بٹالہ ایم بی سکول کے پنڈت رام لال کا خلاف وضع فطری میں سزا پانا ہے میجر ٹامسن ایک غیور اور ایک نیک خیال انسان ہیں رام لال کو سزا دیکر انھوں نے طلبا کی اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے قابل قدر کام کیا ہے اور اس سلسلہ میں ضلع گورداسپور کی پولیس کے رکن بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر اور بٹالہ سٹی کے لائق سب انسپکٹر منشی الطاف الرحمن بہر حال شکریہ کے مستحق ہیں۔ ایک دو مقدمات نہیں جن میں میجر ٹامسن کی غیر معمولی ذہانت اور نکتہ رسی نے ضلع گورداسپور میں نام پیدا کیا ہو بلکہ ایسی بہت سی مثالیں ہیں مختصر طور پر میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ ان کا عہد حکومت گورداسپور میں بہت قابل قدر ہے جیسا کہ میں اوپر کہہ آیا ہوں امید کیجاتی ہے آج مسٹر کنگ ضلع گورداسپور کی ڈپٹی کمشنری کا چارج لینے والے ہیں مسٹر کنگ کو ضلع گورداسپور کی ہوا کیسی راس آئیگی ابھی کچھ نہیں کہا جاتا تاہم پچھلا تجربہ بتاتا ہے کہ آپ بڑی کراستباز اور راستی پسند بیدار مغز آفیسر ہیں۔ میں احمدی قوم کی طرف سے جانیوالے ڈپٹی کمشنر کو خدا حافظ اور آنیوالے صاحب ضلع کو

خیر مقدم

کہتا ہوں۔ اور اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اس ضلع کے گو رحالات سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ضروری حالات سے بھی واقفیت حاصل کرینگے بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ واقف ہونگے یہ جماعت انکی حدود ضلع کے اندر گورنمنٹ انگلشیہ کی ایک حقیقی خیرخواہ اور وفاشعار جماعت ہے اور اسی سلسلہ کا بانی اور امام و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد صاحب ادام اللہ برکاتہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک پرانے وفادار اور خیر سگالی خاندان کی یادگار ہے جس خاندان نے ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں پچاس گھوڑے اور سوار بھیجکر اپنی دوستی اور وفاداری کا ثبوت دیا تھا اور پچھلی شورش اور پولیٹیکل ایجیٹیشن میں حضرت مرزا صاحب کی جو چٹھیاں اپنی جماعت کی ہدایت کیلئے سول وغیرہ اخبارات میں شائع ہوئی ہیں وہ یقیناً صاحب ممدوح کی نظر سے گزری ہونگی ایسی حالت میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ حضور ان مفید عام کاموں پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ماتحت ہو رہے ہیں خاص توجہ سے نہ دیکھیں۔ بہر حال ہم صاحب ممدوح کو صدق دل سے احمدی قوم کی طرف سے خیر مقدم کہتا ہوں اور میجر ٹامسن کو خدا حافظ ؞

ثناء اللہ کی یاوہ گوئی اور طاعون کی پیشگوئی

حجت رحماں برایشاں شد تمام
یاوہ گوئی ماندہ در دست لئام

مجھے مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری کی تحریروں کے پڑھنے کا اکثر موقعہ ملا ہے علی الخصوص آپ کی وہ تحریرات جو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں میں خاکسار کی نظر سے گذر چکی ہیں جس دن سے آپ نے مرقع جاری کیا ہے میں مرقع کی ایک ایک سطر کو پڑھتا رہا ہوں اور میں یہ یقین تام سے کہتا ہوں کہ مولوی فاضل نے جو کچھ حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں لکھا ہے وہ آنکھوں پر تعصب اور دشمنی کی پٹی باندھ کر لکھا ہے۔ جب میں سوچتا ہوں کہ مولوی صاحب کو کس چیز سے تشبیہ دوں تو میرے دل میں فوراً یہ خیال آتا ہے کہ مولوی صاحب مندرجہ ذیل شعر کے واقعی مصداق ہیں اور شاید انہیں کے حق میں کہا گیا ہے۔

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

اعتراض کس پر نہیں ہوئے اور کس پر نہ ہونگے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنان اسلام باوجودیکہ اسلام ایک مصفا چشمۂ توحید ہے اس پر بھی اعتراضات کرنے سے نہیں رکتے۔ حالانکہ ہزار ہا مرتبہ انکے بوسیدہ اعتراضوں کا جواب دیا جا چکا ہے۔ مگر بوجہ بدقسمتی انکا نت نئے دن وہی اعتراض ہے۔ اگر ہم اعتراضوں کے پیچھے چلیں تو جملہ انبیاء میں سے کسی نبی کا وجود ایسا نہ ملیگا جس پر اعتراض نہ کیا گیا ہو۔ اصل تو یہ ہے کہ ان اعتراضات میں کوئی جان نہیں ہوتی جن کی حقیقت صرف یہ ہے کہ

مہ فشاند نور و سگ عو عو کند

ان تمام اعتراضوں کا نہایت معقول جواب تو ان تمام انبیاء کی خود عصمت ہی ہے جو ایک باحیا انسان کو اعتراض کرنے سے فوراً روک دیتی ہے۔ مگر بے حیاؤں کی بلائیں دور وہ اُن کے پردۂ عصمت پر بھی اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک نہایت لطیف دلیل بیان فرماتا ہے فقد لبثت فیکم عمرا جس کا مطلب یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو آنحضرت کے منکر ہو ذرا یہ تو بتلاؤ کہ محمد صلعم نے تم میں کس قدر اپنی عمر گذاری کیا اس عرصہ دراز میں تم نے کوئی اس میں بدی دیکھی۔ کیا تم نے اس کو امین ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں دیا۔ چونکہ اس کی گذشتہ زندگی ایسی مطہر ہے کہ تم خود ہی تو اسے امین کہا کرتے تھے۔ پس کیا تمہیں اتنی عقل بھی نہیں کہ ایسے سچ بولنے والے امین پر بدظنی نہ کرو۔ بھلا جس نے انسانوں کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت کی ایسا امین کس طرح خدا پر افترا باندھ سکتا ہے بالیقین وہ صادق رسول اللہ ہے پس اس کی اطاعت کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

یہ کیسا معقول ازالہ اوہام منکرین تھا مگر بدبخت انسان اپنی شومی اعمال کے باعث ان معقول دلائل کو نہیں سمجھتے۔ چونکہ انسانوں کی طبائع مختلف ہیں کوئی ابوبکر کی مومنانہ طبیعت رکھتا ہے اور کوئی ابوجہل کی سی منکرانہ اور ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اس لئے ہر زمانہ میں خدا کے مرسلوں کے لوگ مخالف بھی رہے ہیں اور موافق بھی۔ اطاعت کرنے والوں نے اس محکم اصول سے فائدہ اٹھایا اور مخالفوں کو سوائے استہزا کے اور کچھ نہ سوجھی۔ آج بھی وہی انسان موجود ہیں جن میں سے بعض کے دل بسبب اپنی کرتوتوں کے ابوجہل کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور بعض کے دل حلیم اور باحیا مومنوں جیسے ہیں جنہوں نے امام وقت کی آواز کو سنکر لبیک کہا ہے اور ان کا سلسلہ روز افزوں ترقی پر ہے جیسا کہ سنت اللہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگ بھی بکثرت ہیں جو ان سلیم الفطرت انسانوں کے اصناد مہد قناکنے پر معترض ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ انؤمن کما آمن السفہاء کیا ہم بھی بے وقوفوں کی طرح ایمان لے آویں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ کثیر التعداد جماعت منکرین سچائی پر ہے ہاں اللہ تعالیٰ تو گواہی دیتا ہے الا انہم ہم السفہاء ولکن لا یعلمون بے شک یہی لوگ بے وقوف ہیں جو راستی پر نہیں ہیں مگر ان کو سمجھ نہیں ہے کہ راستی اور ناراستی میں فرق کر سکیں۔ جسکا نتیجہ مخالفت رسل ہے مخالفین مرسلین کی عقلیں مسخ ہوجایا کرتی ہیں اور یہی سب صاف طور پر صاف ہی نظر آتا ہے۔

اب شاید کوئی یہ پوچھے کہ تم نے جو اتنی بات کی آخر اس کا ثبوت بھی تو چاہیئے کس کی عقل ماری گئی ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مخالف میری مدنظر ہیں اور ان میں سے بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُن کی ہاں میں ہاں ملانے والے مخالف ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت کہ عالی جناب مرزا صاحب موصوف دام اقبالہ سچے مرسل من اللہ ہیں اور گروہ ثانی ان کی مخالفت میں حق پر نہیں ہے یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے جملہ اعتراضات اسی قسم کے ہیں جو کفار قدیم سے انبیاء پر کرتے آئے ہیں۔ نیز یہ بھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کوئی معتبر گواہ نہیں ہیں مجھے اس وقت ذاتیات سے بحث نہیں۔ لوگ مولوی صاحب کے حالات سے واقف ہونگے میں اس وقت ان کے دجل کا ایک کھلا کھلا ثبوت ناظرین کے سامنے پیش کرنے والا ہوں۔ اور آپ دیکھ لینگے کہ مولوی فاضل کی کیا ہی ردی حالت ہے۔ مجھے اس بات کے اقرار کرنے میں کہ میں مولوی صاحب کی طرح فاضل نہیں ہوں کوئی شرم نہیں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ مسیح موعود کی برکت سے ثناء اللہ کے مرقع کی قلعی کھولنے کی توفیق مجھے دی گئی ہے۔ میں مولوی صاحب کے اعتراضات کی کچھ بھی قدر نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ سب روباہ بازی ہی ہے۔ ہاں یہی خواہاں مرقع اگر انہیں شیر پنجاب کا خطاب دیں تو نامناسب نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح شیر پنجاب رنجیت سنگھ کے عہد میں مسلمانوں کو اسلام کے باعث تکالیف دیجاتی تھیں ویسے ہی اب مولوی صاحب کی حالت ہے۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں۔ کیا یہی ہے ایمانداروں کا نشاں

اب ہم ناظرین کی خاطر مولوی صاحب کی ردی حالت کا فوٹو کھینچتے ہیں تاکہ مولوی صاحب ہم پر خفا نہ ہوجائیں اور یہ نہ کہیں کہ بیجا الزام لگایا ہے اور ہم مولوی صاحب کو جواب الجواب دینے کو بھی تیار ہیں لیکن اس وقت تک کہ مولوی صاحب شرافت سے کام لیں ورنہ ہم فضول کلام کرنا پسند نہیں کرتے۔

سنئے مولوی فاضل صاحب آپ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضمون "طاعون اور پیشگوئی" پر جو ایک آرٹیکل مرقع بابت ماہ دسمبر میں شائع کیا اس میں آپ نے متعدد غلطیاں کی ہیں اور آپ نے اسلام کے ایک مسلم اصول کے خلاف لکھا ہے۔ ریویو آف ریلیجنز کا مضمون میری یا کسی اور کی تعریف کا محتاج نہیں مگر افسوس تو مولوی فاضل صاحب پر ہے کہ آپ صداقت کو چھپانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں۔

مہر تاباں چو برفلک رخشید۔ چوں توانی بخاک و خس پوشید

تاکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میں نے آپ کی عبارت میں کوئی دست اندازی کی ہے اور یونہی اعتراض کر رہا ہے۔ اس لئے آپ کے اصل الفاظ نقل کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"سارا زور بلکہ زور اس مضمون کا تکلم کے لفظ پر ہے جس کے معنے آپ نے کئے ہیں وہ دابۃ "زخمی کریگا" حالانکہ اس لفظ کے معنے کلام کرنے کے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں کئی ایک مقام پر یہ لفظ آیا ہے۔ غور سے سنو! پارہ ۳ رکوع ۱۲۔ پارہ ۷ رکوع ۵۔ پ ۲۳ رکوع ۶ پ ۲۳ رکوع ۳۔ ان سب مقامات پر تکلم کا لفظ آیا ہے یہ صیغہ مفرد مؤنث اور مخاطب فعل مضارع کا ہے یہی لفظ بصیغہ جمع فعل نہی کی صورت میں پ ۱۸ رکوع ۶ میں بھی آیا ہے۔ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ ان سب مقامات میں اس لفظ کے معنے کلام کرنے یعنے بولنے کے آئے ہیں۔ یہ صیغہ باب تفعیل سے ہے یعنے تکلیم سے ہے۔ تکلیم کے معنے ہمیشہ کلام کرنے کے آئے ہیں مگر قادیانی نبوت جیسی جدیدہ ہے اس کی لغات بھی جدیدہ کیوں نہ ہو۔

ہے کیونکہ ہے سب کارِ اُلٹا ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

آیت کا مطلب صاف ہے کہ ان منصوب مفعول ثانی ہے تکلم کا یعنے وہ دابہ لوگوں سے یہ کلام کریگا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اس دابہ کی تحقیق کا کہ اس سے کیا مراد ہے یہاں موقع نہیں صرف یہ دیکھنا اور دکھانا ہے کہ اس آیت کے مطابق اگر طاعونی کیڑے آئے ہیں تو کسی کیڑے نے یہ کلام کیا بھی؟ کیا تو کس نے سنا۔ یہ ہیں ان حضرات کے معارف قرآنی جن پر فخر کیا کرتے ہیں جن کی بابت یہ کہنا بے جا نہیں۔

"گر تو قرآن بریں نمط خوانی۔ ببری رونق مسلمانی"

ناظرین آپ مولوی فاضل کی چال کو دیکھیں کہ کس طرح صاف انکار کر رہے ہیں کہ تکلم کا مطلب کاٹنا یا زخمی کرنا مطلق نہیں بلکہ اس کے معنے صرف کلام کرنے کے ہی ہیں۔ مجھے یہ تو ہرگز یقین نہیں کہ مولوی صاحب یہ نہ جانتے ہوں کہ اس کے معنے زخمی کرنے کے بھی ہیں کیونکہ صراح جیسی مشہور عالم لغات میں بھی کھلے طور پر تکلم کا ترجمہ زخمی کرنا لکھا ہے اب لطف یہ کہ وہاں پر یہی آیت قرآنی لکھکر

بتادیا ہے کہ تکلیم کے معنے تجریح یعنے زخمی کرنا لکھے ہیں۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب یہ جانتے ہی ہیں کہ مریع خوان یہ کب کرنے لگے کہ لغات کو بھی دیکھ لیں اور تعصب نے بہت دلوں کو اندھا تو کر ہی رکھا ہے جو کچھ جی میں آئے لکھ دو۔ میں نے ایک مریع خوان کو اس دجل سے جو مطلع کیا تو وہ نہایت افسوس کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بھائی ہمیں کیا معلوم تھا کہ اس کے یہ معنے صراح میں بھی لکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ تو آپ نے کوشش کی اور لغات کو دیکھ لیا ورنہ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا کرتا ہے۔ میں نے اس قیل و قال سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر لوگوں کی ایسی حالت نہ ہوتی تو مولوی صاحب بھی کچھ سوچ سمجھ کر اس میدان میں قدم دھرتے۔

ناظرین آپ غور سے مولوی صاحب کے اس اعتراض کو پڑھیں اور دیکھیں کس قدر زور مولوی صاحب کا صرف اسی تحقیقات پر ہے اور بخیال خویش انہوں نے اصل مضمون کی دھجیاں اڑا دی ہیں صرف اس بات سے کہ تکلم کے لفظ کے معنے ان کے نزدیک کلام کرنے کے ہی ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ مولوی صاحب اہلحدیث کہلاتے ہیں اور احادیث میں کلمی کا لفظ پڑھتے ہیں جس کے معنے زخمیوں کے ہیں اور پھر مولوی صاحب کلم کے معنے زخم کے بھی جانتے ہیں۔ مگر عداوت کے باعث پسند نہیں کرتے کہ کبھی حق منہ سے نکلے۔

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں "بس سارا زور اسی آیت پر تھا جس کا پردہ اٹھا دیا گیا۔ باقی دوسری آیات میں جس عذاب کا ذکر ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے کہیں نہ کہیں دنیا میں وبا ہے کہیں قحط ہے کہیں زلزلہ ہے کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے۔ اس لئے ان آیات کا مضمون ہمیشہ سے اپنی تصدیق کراتا ہے مگر اس سے مرزا جی کی نبوت کو کوئی تعلق نہیں مرزا جی کی نبوت سے اس کو تعلق ہوتا تو مرزا جی کے سخت مخالف جن سے مخالفت نکل کر دوسرے لوگوں تک پہنچتی ہے سب سے پہلے تعلم کے تمام اس کی بھینٹ ہوتے نہ یہ کہ مرزا جی کے داسخ مرید پہلے چل دیتے جن کی تفصیل کبھی آئے گی"

میں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب باوجودیکہ آپ نے جھوٹ کی نجاست پر بھی منہ مارا اور کہدیا کہ تکلم کے معنے صرف کلام کرنے کے ہی ہیں مگر پھر بھی حقیقت میں آپ کو خائب و خاسر ہی ہونا پڑا۔ جیسا کہ ہم نے ابھی دکھلایا ہے اور علاوہ اس شرمندگی کے جو آپ کو یوں اٹھانی پڑی۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ واقعی آپ نے یہ بات صرف دھوکہ دہی کے واسطے ہی لکھدی تھی۔ مگر جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

آپ کا یہ ارشاد کہ جس عذاب کا ذکر دوسری آیات میں ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے .... الخ یہ بھی بڑے درجہ کی ایمانداری کا ثبوت ہے۔ ذرا آپ ان آیات کو تو پڑھیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اشارہ صرف آیتہ شریفہ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا کی طرف ہے کیونکہ اور جتنی آیات نقل کی گئی ہیں وہ سب کی سب بقول خود آن جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے زمانے کے متعلق ہیں تا اب ان کا کوئی فایدہ نہیں ہے۔ آپ گھبرا نہ جائیں میں آگے چل کر یہ بھی کھول کر بتاؤں گا کہ کیونکر آپ قرآن مجید کی آیات کو فضول بتا رہے ہیں۔

مولوی صاحب ہیں تو مفسر قرآن بھی مگر چار پائے بروکتابے چند کی مثال پوری پوری آپ پر صادق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کھلے لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرماتا ہے کہ قیامت سے پہلے دنیا پر ایک عذاب عام نازل کیا جائیگا مگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ دوسری آیات میں جس عذاب کا ذکر ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے کہیں قحط ہے کہیں زلزلہ کہیں کچھ کہیں کچھ۔ مولوی صاحب اگر یہ عذاب جس کا ذکر اوپر والی آیت شریفہ میں ہے کہ جس سے بہت سے قریہ تو بالکل نیست و نابود ہونگے اور بہت عذاب شدید کا مزا چکھینگے۔ معمولی اور ہمیشہ ہوتا رہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیا بات بتائی۔ بقول آپ کے نہ تو یہ غیب کی خبر ہے اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے بلکہ یہ روزمرہ کا باقاعدہ دستور ہے۔ اور یہ خبر ویسی ہی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ آج سورج غروب ہو جائیگا۔ افسوس ہے تو یہ ہے کہ صرف مرزا صاحب کی مخالفت کے باعث فاضل ثناء اللہ قرآن مجید کی ایک بڑی زبردست پیشگوئی کو ردی میں پھینک رہا ہے مولوی صاحب اس سے تو بہتر ہوتا کہ آپ اس عذاب کو بھی آدم سے لیکر قیامت تک کے لئے مقرر کر دیتے کیونکہ قبل یوم القیامت سے مراد تمام پہلا زمانہ بھی تو ہو سکتا ہے پھر یوں کہدیتے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی امت نہیں کہ جس میں ہم نے نذیر نہ بھیجا ہو اور پھر یہ پیش کر دیتے کہ چونکہ امتیں تمام دنیا پر جاری تھیں اس لئے رسول بالضرور ہر جگہ آئے اور جہاں رسول آئے وہاں عذاب بھی ضرور آیا پس عذاب شدید تو محمد رسول اللہ سے پہلے تمام دنیا پر نازل ہو چکا۔ اب مرزا صاحب کو اس سے کیا تعلق۔ اگر آپ یہ کہتے ہم جانتے کہ مولوی صاحب نے ایسا اعتراض کیا ہے جو بنیا ہے مگر خدا جس کو نیچا دکھانا چاہتا ہے ایسے ہی اسباب پیدا کر دیتا ہے آپ اپنے اسی مضمون پر تشحیذ الاذہان کے ریمارکس کو پھر پڑھیں جو یہ ہیں "مولوی صاحب کے جس قدر اعتراض ہیں سب ہی ایسے ہیں کہ وہ کفار عرب کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو چکے ہیں۔ اب آپ نے از سر نو ثابت کر دیا ہے کہ واقعی آپ اعتراضات کرنے میں انبیا کے منکرین کے زمرے سے کسی طرح باہر نہیں ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں کہ یہ عذاب ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور معمولی بات ہے کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے اب آپ منکرین انبیا کے الفاظ بھی سنئے۔ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون ۰ ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس آباءنا الضراء والسراء فاخذناھم بغتۃ وھم لا یشعرون ۰ اس میں قابل غور الفاظ کے نیچے خط کھینچ دیا ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے جو انبیا کے مخالف تھے کہا کہ ہمارے باپ دادا کو بھی تو تکالیف پہنچیں تو معمولی بات ہے جو ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی تھی۔ کیوں مولانا یہی مطلب ہے نہ؟ آہ مولوی وہ اعتراض کریں جو کفار نے کئے تھے شرم! شرم!! شرم!!! مولوی صاحب کیا یہی توحید کا راز تھا۔ جس پر برسوں سے تمہیں اک ناز تھا۔ اگر مولوی صاحب قرآن مجید کو غور سے پڑھینگے تو انہیں صاف معلوم ہوگا کہ طاعون زلزلہ قحط اور سیلاب وغیرہ ہی وہ عذاب ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے قوموں کو نیست و نابود کر دیا ہے اور بلاشک اس وقت جو کئی ایک طرح کا عذاب دنیا پہ نازل ہو رہا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ کیا کیا عذاب آنے والا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ عذاب آویں اور ناظرین کو معلوم ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی بھی حال ہی میں شائع کی ہے کہ ایک نہایت سخت قسم کی طاعون نمودار ہوگی اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ ضرور ایسا ہی ہوگا کیونکہ یہ خدا کا وعید ہے۔ غرض یہ تمام قسم کے عذاب جو ہم دیکھ چکے ہیں گواہی دے رہے ہیں کہ بلا شک دنیا میں خدا کا مرسل موجود ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے یہ معمولی عذاب نہیں ہے لاکھوں انسان تو صرف اس طاعون کا ہی شکار ہو چکے ہیں اور زلزلوں سے جو قریباً تمام دنیا میں آئے زمین تہ و بالا ہو چکی ہے اور لاکھوں انسان مر گئے اور لاکھوں بے خانماں ہوئے مگر تعجب ہے کہ ایک مسلمان ہاں فاضل مسلمان نہیں مفسر قرآن مسلمان کہتا ہے کہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ اے مولوی صاحب آپ ذرا تاریخی طور پر تو کوئی ایسی مثال بتایئے کہ جب دنیا پر یہ تباہی اسی طرح آئی ہو تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ اور یقیناً یاد رکھو تمہیں ایک بھی مثال نہ ملے گی اگرچہ دن کو مشعلیں جلا کر بھی کتابوں کو پڑھو۔ اس قسم کا عالمگیر عذاب کبھی پہلے نہیں آیا۔ دنیا بول اٹھی ہے کہ یہ زلزلے تو کچھ ایسے آئے ہیں کہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آج ہندوستان میں تو کل بلوچستان میں اور پرسوں یورپ کے ایک حصے میں اور دوسرے حصہ میں اور اگلے دن کسی اور میں علی ہذا القیاس تمام ملکوں میں زلازل متواتر آئے۔ اور اگر یہ عذاب نہیں ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ کبھی عذاب آیا ہی نہیں۔ ایک مومن تو اس نظارہ کو دیکھکر فوراً سورہ تغابن پڑھتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ ذالک بانہ کانت تاتیھم رسلھم بالبینات میں اس کی دوا موجود ہے اور اسی بے خطا نسخہ سے ہر شخص حسب عقل فائدہ اٹھاتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ایسے مشکل وقت میں جبکہ مولوی فاضل جیسے بھی این المفر کا اقرار کرتے ہیں تو اسی قرآنی دوا سے اپنا علاج کر کے نجات پاتا ہے۔ ہاں اس جگہ مولوی صاحب ایک اور اعتراض پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے "اگر مرزا جی کی نبوت کو اس عذاب سے کچھ تعلق ہوتا تو مرزا جی کے سخت مخالف جن سے مخالفت نکلکر دوسرے لوگوں پر پہنچتی ہے سب سے پہلے وہ تمام کے تمام اس طاعون کی بھینٹ ہوتے نہ یہ کہ مرزا جی کے راسخ مرید چل دیتے"

اس اعتراض کے لکھتے وقت بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب سالت شک میں تھے یا یوں کہو کہ مولوی صاحب کے دل میں نہ خوف خدا ہی تھا

اور یہ قرآن پاک پر ہی نظر تھی ہم سب باتوں کو چھوڑتے ہیں اور پہلے ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے ... لکلکہ تمام ... مخالفت میں جوش ... سے کے بعد قتل ... کس قدر اور ... مخالفت ... اسی کی ذریت تھے ... ان میں سے بالآخر ابو ... ابو جہل ... جہنم میں گرائے گئے۔ اگر آپ انصاف سے ... سنت اللہ یہ ہے کہ "افلا یرون

انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون"

... اپنا ... اللہ تعالیٰ کفر کو آہستہ آہستہ مٹاتا ہے اور اسلام کو غالب کرتا ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کس طرح دنیا سے اٹھائے گئے۔ آج ایک مسلمانوں کے ہاتھوں سے راہی ملک عدم ہوا کل دوسرا اور بالآخر زمین اپنے کناروں سے گھٹتے گھٹتے ایک نئی زمین نکل آئی جس میں اسلام کا چمن پھیلا اور پھولا اور پھر غور کرو کہ حضرت موسیٰ کا بڑا دشمن فرعون کس طرح ہلاک کیا گیا پہلے عذاب آئے اور ہزار ہا لوگ تباہ ہوئے مگر وہ سب سے آخر نیل ہی میں غرق ہوا۔ المختصر یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ عذاب کو چھوٹے چھوٹے مخالفوں سے شروع کرکے بالآخر سخت سخت مخالفوں تک پہنچاتا ہے اور انجام کار میدان صرف صرف متقی لوگوں کے ہی ہاتھ رہ جاتا ہے۔ کاش یہ صحیح سنت سے بیگانہ ناصح قرآن کا فاضل ہوتا اور وہ یہ اعتراض نہ کرتا۔ جو سیدھا تمام انبیا پر جا پڑتا ہے۔ عربی دانی کا تو مولوی صاحب کو بہت گھمنڈ ہے مگر "لا یمسہ الا المطہرون" کا کچھ بھی خیال نہیں۔

مولوی صاحب آپ کے لئے بھی خدا کی غیرت دکھلائیگی کرشمہ صادق کی دعا نیز قضا سمجھئے جو سیدھا جگر کے پار ہونے والا ہے۔ ہاں یہ معلوم نہیں کہ کب ایسا ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ آخری فیصلہ ضرور ہو۔ اُس وقت معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے ماموروں کی ذلت ہو۔ میں آپ کو کوئی دھمکی نہیں دیتا بلکہ صرف آپ کو یہ سمجھانے کی خاطر کہ آپ کا یہ کہنا کہ چونکہ آپ بڑے سخت مخالف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہیں اور آپ کی مخالفت اوروں تک اثر کرتی ہے اس لئے چاہیئے کہ آپ کا پہلے خاتمہ ہو۔ بالضرور پورا ہوگا مگر اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ کو منظور ہے اکثر حصہ ملک میں تبلیغ حق کا ذریعہ یہی ہے کہ آپ جیسے مخالفت کریں اور ساری کوشش سے مخالفت کریں اور نتیجہ یہ ہو کر خود خائب وخاسر ہو جاویں اور پھر وعدہ الٰہی پورا ہو جو "افہم الغالبون" میں مسطور ہے۔

میں اس بات کو ذرا آسان طور پر بیان کرتا ہوں تاکہ میرا مطلب آپ کے خیال مبارک میں اچھی طرح سے رچ جائے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک زبردست بادشاہ ایک چوروں کے گروہ کے نیست و نابود کرنے کے لئے حکم دیتا ہے تو اُس کے لشکر ان چوروں کے پیچھے لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ انہیں ایک مکان میں گھیر لیتے ہیں اور دروازہ پر آگ لگا دیتے ہیں تا تمام اندر آگ لگ جاوے اور وہ چور جلکر خاک سیاہ ہو جاویں۔ ہم پہلے تو اس وقت جب بادشاہ کا یہ حکم ہی سُنتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ بس اب وہ چور رہ نہ سکیں گے گو ابھی وہ زندہ ہی کیوں نہ ہوں اور نہایت عیش و عشرت سے ہی اُن کے دن کٹتے ہوں اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ... آگ لگا دی گئی تو ہم کہتے ہیں کہ اب تو بس اُنکا خاتمہ ہوا حالانکہ اب بھی وہ زندہ ہیں اور اُنھیں خبر بھی نہیں اور وہ غافل سو رہے ہیں اور انجام ... آگ ہر چہار دروازہ کو لگائی گئی تھی آہستہ آہستہ چھت کی کڑیوں تک جا پہنچتی ہے اور انجام کار تمام ہی جل اُٹھتا ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں کہ وہ چور جو بمنزلہ گھر کی کڑیوں کے ہیں اور اُن کا سردار جو بمنزلہ شہتیر ہے سب کے سب جل کر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں۔ "افلا یبصرون"۔

اس عذاب الٰہی کی حقیقت کا مفصل بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے اور میں اپنے لئے سب سے اچھا فیصلہ تو اس طرح کر سکتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے یقینی پہلو کی طرف غور کیا جاوے یہ کہنا کہ محمد افضل ایڈیٹر البدر طاعون سے مرگیا یا فلاں مرزائی مرگیا صرف شرارت کی باتیں ہیں اگرچہ اس کے بھی کئی ایک جواب ہیں مگر میرے نزدیک سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ ہم اس پیشگوئی کے یقینی پہلو کی طرف غور کریں یعنے خود ملہم اور اُس کے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے جو چھپر کے قریب ہیں اور جو ایام طاعون میں بظاہر بھی جانتے ہیں اُن کا یقیناً اب تک بچ رہنا اور آئندہ کے لئے قطعی حفاظت کے وعدہ کی طرف غور کریں یہ یقینی پہلو جو تمام اعتراضات کو صاف کرتا ہے۔

قرآن مجید سے بھی یہ ثابت ہے کہ خدا کے مُرسل اور اُن کے سچے مطیعین جو اپنے ایمان کو نفسانی آلائیشوں سے پاک رکھتے ہیں بالضرور عذاب الٰہی سے بچے رہتے ہیں۔ اور اُنکا یقیناً بچے رہنا ان کے صادق ہونے کے لئے مہر الٰہی ہے اگر مولوی فاضل کو اس میں شک ہو تو قرآن مجید کے الفاظ "ثم ننجی رسلنا والذین اٰمنوا کذالک حقا علینا ننجی المؤمنین"۔ پر غور کریں۔ القصہ حضرت مرزا صاحب کا بذات خود بلا ہر قسم کی شرائط کے طاعون سے محفوظ رہنا ان کے صادق ہونے کی قطعی دلیل ہے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جو لوگ اس کے ساتھ ہونگے وہ بھی اسی طرح بچائے جائینگے مگر چونکہ ہر شخص نورالدین نہیں یا مولوی محمد علی نہیں یا مولوی عبدالکریم نہیں۔ اس لئے سب کی حفاظت بھی یکساں نہیں ہو سکتی ہاں یہ الگ امر ہے کہ خدا کسی کو نوازے اور اُس کو اپنی رحمت کی پناہ دے مگر چونکہ عام طور پر اٰمنوا کی شرط ہے اس لئے ہر ایماندار اپنے ایمان کے مطابق رحمت سے حصہ لے گا۔ فرداً فرداً کسی شخص کے ایمان کے متعلق ذکر کرنا تو خدائے علام الغیوب کا ہی کام ہے ہاں جن لوگوں کی نسبت یہ وعدہ الٰہی ہے کہ وہ ضرور بچائے جائینگے یعنے مرزا صاحب کے گھر کے اندر رہنے والے لوگ ضرور طاعون سے محفوظ رہینگے سو ہمارا ایمان ہے کہ وہ ضرور بچائے جائینگے جیسے کہ اب تک بچ رہے اور ان لوگوں کا یقینی طور پر بچے رہنا اس بات کی شہادت صادقہ ہے کہ طاعون مرزا صاحب کے دشمنوں کے لئے عذاب الٰہی ہے۔ جس سے وہ رہائی نہیں پا سکتے۔ اے نجات کے طالبو! دوڑو کہ وہ امام الوقت کے سایہ میں ہے جو تمہیں مدت سے اپنی طرف بلا رہا ہے۔ مت خیال کرو کہ مولوی صاحبان کیا کہہ رہے ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمان ہے کہ آخری زمانہ میں مولوی بدترین خلایق ہو جاوینگے۔ اور قرآن مجید بھی اسی کا مؤید ہے جیسے کہ آیت استخلاف سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح ابن مریم پر کفر کا فتوے دینے والے بھی یہودی عالم ہی تھے اور تم خود جانتے ہو کہ ان مولویوں کے کفر کے فتووں سے کون بچا ہے۔ سو تم ان کو چھوڑ کر مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو جاؤ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

ہاں خبردار ہو ورنہ یہ عالم ہی تو ہیں جو تمہیں ڈبونا چاہتے ہیں۔ ذرا دیکھنا کہ امرتسری فاضل کس طرح آپ لوگوں کے راستے میں دجل کے جال بچھا رہا ہے سُنئے وہ کہتا ہے۔

"ماکنا مہلکی القریٰ حتیٰ نبعث فی امہا رسولاہ"

آیت میں زمانہ ماضی کی حکایت ہے جب تک رسولوں کا آنا بند نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس میں کنا ماضی کا صیغہ ہے یعنے یہ صیغہ حال میں جب آتا ہے کہ اس کے لئے کوئی قرینہ ہو ورنہ اصل ماضی ہے علیٰ ہذا القیاس "ما ارسلنا" والی آیت میں بھی ماضی کا صیغہ ہے۔ پس معنے آیت کے یہ ہوئے کہ گذشتہ زمانے میں ہم رسول بھیجنے کے بغیر عذاب نہ کرتے تھے لیکن اب جو حضرت محمد مصطفےٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ خاتم النبیین ہو کر تشریف لائے ہیں اس لئے اُن کی تعلیم بمنزلہ ارسال رسول اور نبی جدید کے قائم مقام ہے پس جبکہ کسی جدید رسول کی آمد کو آیت خاتم النبین نے مسدود کر دیا ہے تو اب کس رسول کی تلاش کی جاوے جو کوئی بعد آں حضرت کے رسول ہونے کا مدعی ہے یہ دعوے ہی اُس کے کذب کی دلیل ہے۔"

اے مولوی فاضل کیا یہی ایمانداری ہے کہ یوں لوگوں کو دھوکہ دیا جاوے۔ اس جگہ تو آپ نے کمال ہی دجل سے کام لیا ہے قرآن مجید کو ایک فسانہ بنا دیا ہے۔ جیسے کہ آپ نے لکھا ہے کہ یہ زمانہ ماضی کی حکایت ہے۔ اس حکایت کے کیا معنے ہیں کیا کوئی فایدہ بھی اس سے مدنظر ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیا ہے آپ خود ہی بتائیے تاکہ آپ کے مُنہ سے ہی معلوم ہو جاوے کہ آپ کے اعتراض کی حقیقت کیا ہے۔ چونکہ مجھے امید نہیں کہ آپ مُنہ سے حق بات کہیں اس لئے میں خود ہی بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان حکایات کے ذکر کرنے کی یہ فلاسفی بیان کرتا ہے کہ تا لوگ نصیحت حاصل کریں۔ کیوں مولوی صاحب سچ ہے نہ؟ ہاں ضرور یہی حق ہے ورنہ قرآن مجید کی شان سے بعید ہے کہ وہ مہمل کہانیاں بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ہم گذشتہ زمانے میں رسول مبعوث کئے بغیر عذاب نہ دیا کرتے تھے یہ سمجھانے کے لئے ہے تا لوگ عذاب کے اسباب کی طرف متوجہ ہوں اور جب کبھی عذاب آئے تو اس علاج کے درپے ہوں جو خدا کے تمام نبیوں کا آزمودہ ہے اور جس کے بے خطا ہونے پر اللہ کریم بھی گواہ ہے۔ جہاں کہیں عذاب الٰہی کے نزول کا ذکر ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ اس کی اصلی وجہ ماموریں الٰہی کا انکار ہے اور جنھوں نے انبیا کا ساتھ دیا وہ بچے اور باقی جو قابل فنا تھے ہلاک کر دئے گئے۔ اور پھر کہا گیا ہے کہ ان واقعات سے عبرت پکڑو۔ اس بیان سے غرض یہ ہے کہ تا ان خطرناک راہوں سے بچ جائیں کہ جن پر چلکر ان سے پہلے لوگ ہلاک ہوتے۔ کیوں مولوی صاحب آپ کیا فرماتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عذاب الٰہی کا ذکر کرنے کے بعد اکثر مقامات

ہیں فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا سنت اللہ کبھی نہیں بدلیگی ہرگز نہیں ہوسکتا کہ سنت اللہ میں کوئی تبدیلی واقع ہو اور خدا سے زیادہ سچ بولنے والا کون ہوسکتا ہے پس مطلب صاف یہ ہے کہ اگر پہلے عذاب آنے سے پہلے خدا کے نبی دُنیا کو ڈرا لیتے تھے کہ ڈرو عذاب آنے والا ہے تو اب بھی ضروری ہے کہ عذاب سے پہلے نذیر موجود ہو تا کہ خدا کا وعدہ پورا ہو اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر کہنا ہوگا کہ معاذ اللہ خدا کبھی اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرتا بلکہ معاذ اللہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہائے افسوس ان مولویوں کو کیا ہوگیا یہ کیسی اُلٹی راہ پر چل رہے ہیں مگر پھر بھی کہتے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ہم ہی مصداق ہیں۔ مولوی صاحب وزرا یہ تو بتادو کہ اگر اب عذاب عظیم جس کا وقت قبل قیامت ہے اور یہی وہ وقت بھی ہے۔ آرہا ہے اور کوئی رسول موجود نہیں ہے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ پہلے جو عذاب کسی قوم پر آیا کرتا تھا اس وقت ضرور رسول مبعوث ہوتا تھا۔ اگر اس عذاب شدید کے وقت کوئی رسول نہیں آیا تو کبھی بھی رسول نہیں آیا۔ کیونکہ جو ضرورت بعثت عذاب سے پہلے بیان کی جاوے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ غلط ہے کیونکہ جب ہم ایک عذاب عظیم کو دیکھتے ہیں اور کوئی رسول نظر نہیں آتا تو ہمیں خیال آتا ہے کہ قرآن مجید میں جو وارد ہے کہ عذاب سے پہلے اللہ رسول بھیج لیا کرتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔ غرض یہ راہ تو تمام انبیاء کی صداقت کو مشکوک ٹھیراتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور ہم ایمان لائے کہ سرور عالم کا فرمان سچ ہے کہ جب عذاب آئے تو سورہ تغابن کو پڑھو جس میں صاف لکھا ہے کہ عذاب الٰہی کا سبب اعلیٰ یہ ہے ذالک بانہم کانت تاتیہم رسلہم بالبینات پس یہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ عذاب تو آئے اور یہ سبب موجود نہ ہو۔ اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو قیامت سے پہلے خدا ایک عذاب عام کی پیشگوئی فرماتا ہے اور ساتھ ہی بعثت مسیح الموعود کی خبر بھی دیتا ہے جس کا صاف نتیجہ یہ ہے کہ یہ عذاب مسیح الموعود کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ وبس۔

مولوی فاضل کہتا ہے کہ یہاں آیت میں کنا آیا ہے جو ماضی کا صیغہ ہے پس آیت گذشتہ زمانہ کے لئے ہے۔ ہم پہلے تو مولوی صاحب کا اپنا اقرار دکھاتے ہیں کہ کنا حال کے لئے بھی آتا ہے اور بلا کسی قرینہ کے پھر قرآن مجید سے اس کا ثبوت دینگے۔ سُنئے مولوی فاضل صاحب آپ نے حیات و وفات مسیح پر بحث کرتے ہوئے تفسیر ثنائی میں کانا یاکلان الطعام والی دلیل بر وفات مسیح کو رد کرنے کے لئے لکھا ہے کہ مرزا صاحب اُن علماء سے جو قادیان میں ہیں پوچھ لیں کہ "کانا" کے لفظ سے زمانہ حال کی نفی کس طرح ہوتی ہے" کیا اس سوال سے آپ کی یہی مراد نہیں کہ کانا کا لفظ زمانہ حال کے لئے بھی آتا ہے اور یہاں یہ لفظ زمانہ حال کے لئے ہی آیا ہے کانا تثنیہ غائب کا صیغہ ہے اور کنا جمع متکلم کا صیغہ ہے پس جس طرح کانا سے مراد زمانہ حال کی نفی نہیں ہے اسی طرح کنا سے بھی زمانہ حال کی نفی نہیں ہے (کیوں مولوی صاحب سچ ہے نہ؟)

یہ کیسی ایمانداری ہے کہ جب مسیح کو زندہ ثابت کرنا چاہا تو کانا کے معنے زمانہ حال میں کئے اور جب بعثت رسول قبل عذاب موعود کا سوال پیش ہوا تو اسی لفظ کو جمع متکلم کے صیغہ کو ماضی محض کہہ دیا اور جھٹ اعتراض کردیا کہ مرزائیوں کو سمجھ نہیں کہ وہ مولوی صاحب کی طرح ۲+۲ کا جواب ۲+۲ = چار روٹیاں ہی دیں۔

قرآن مجید تو مولوی صاحب کے حلق سے اُترا ہی نہیں ورنہ یہ سب فضول قیل وقال وہ نہ کرتے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وما کنا عن الخلق غافلین (یعنے ہم خلق سے کبھی غافل نہیں) اب اس آیت کے سامنے وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا اور وما کنا مہلک القریٰ دونوں آیتوں کو رکھو اور دیکھو کہ کیا وما کنا تینوں جگہ ایک ہی طرز پر مستعمل ہوا ہے کہ نہیں۔ دیکھو تو تینوں جگہ یکساں طور پر استعمال ہوا ہے پس تینوں جگہ معنے استمراری لئے جائینگے۔ ہاں مولوی ثناء اللہ سے بعید نہیں کہ وہ کہدیں کہ وما کنا عن الخلق غافلین میں بھی کنا ماضی ہی کے لئے ہے اور اس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ کہتا ہے کہ ہم خلق سے غافل نہیں تھے مگر میں کہتا ہوں کہ بھلا کیا اب خدا عن الخلق غافل ہے معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں ہے وہ تو حی ہے۔ اور ہمیشہ خبردار ہے اگر ایک دم کے لئے بھی وہ غافل ہو تو دُنیا کا سلسلہ زیر و زبر ہوجاوے۔ پس چونکہ یہاں استمراری معنے ہیں اس لئے دونوں دوسری آیتوں میں بھی استمراری معنے مراد ہیں۔ کیونکہ تینوں جگہ الفاظ میں کوئی فرق نہیں۔

اب مولوی صاحب کا ایک اعتراض باقی رہا اور وہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے بعد تو کسی رسول نے آنا ہی نہیں پھر اب یہ کہنا کہ ضروری ہے کہ ایک رسول مبعوث ہو قبل اس کے کہ کاٹنے والا کیڑا پیدا ہو بالکل غلط ہے بلکہ جو شخص رسالت کا دعوےٰ کرے اُس کے کاذب ہونے پر اسکا دعویٰ ہی کافی دلیل ہے۔

یہ اعتراض بظاہر تو بہت ہی مضبوط ہے اور ممکن ہے کہ مولوی صاحب کے مرقع خوان بھی اس دلیل کو بہت ہی مضبوط خیال کرتے ہوں مگر ہمارے نزدیک یہ اعتراض بھی ویسا ہی بودا ہے جیسے پہلے اعتراضات۔ آں حضرت صلعم کے بعد ہر صدی کے سر پر ایک رسول مبعوث ہوتا ہے ہاں وہ آنحضرت کا ہی مظہر ہوتا ہے۔ اور ان کی رسالت کوئی ایسی رسالت نہیں ہوتی کہ جسے ہم ایک ایسا رسول سمجھیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو۔ بلکہ وہ محمد رسول اللہ کے دین کے خادم ہوتے ہیں۔ ہاں وہ اس لحاظ سے کہ خدا کا کلام اس پر کبھی نازل ہوتا ہے جو مبشرات اور منذرات سے مملو ہوتا ہے۔ وہ بشیر و نذیر ہوتا ہے۔ اور یہی حقیقت حضرت مرزا صاحب کے دعوےٰ رسالت کی ہم نے سمجھی ہے۔ سُنو خود حضرت والا شان فرماتے ہیں۔

"اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قایل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح"

"اور میں اس خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"

پھر آپ اپنے قصیدہ الہامیہ میں فرماتے ہیں جو مدت سے ازالہ اوہام میں چھپ چکا ہے۔

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم وز خداوند منذرم

قرآن مجید پارہ ہشتم سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیہم ولاہم یحزنون۔ اس آیت کا اول اور آخر سارا دیکھو کہیں یہودیوں کو مخاطب نہیں کیا کھلے لفظوں میں اُمت محمدیہ کو خصوصاً اور دیگر انسانوں کو عموماً مخاطب کیا گیا ہے۔ اس آیت کا مطلب صاف ہے یعنے اے انسانو جب کبھی تمہاری طرف تم میں سے رسول آویں اور تمہیں میری آیات سُنائیں تو تم تقویٰ اختیار کرو کیونکہ متقی کا ہی انجام بخیر ہوتا ہے اور اپنی اصلاح کرو کیونکہ صالحین ہی جنت کے وارث ہیں۔ کیوں مولوی صاحب اس آیت کو بھی کبھی غور سے پڑھا ہے اگر پڑھا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آں حضرت کے بعد رسل منکم کے آنے سے انکار ہے۔

مولوی صاحب کی اس طرز استدلال سے تو ہم یہ نتیجہ بھی نکال سکتے ہیں کہ عذاب پہلے ہی آیا کرتے تھے اب جبکہ عذاب کے آنے سے پہلے آنے والے منذروں کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے تو بالضرور عذاب بھی ختم ہوچکا ہے۔ اور آں حضرت صلعم کے وقت میں یا بعد آپ کے کبھی عذاب نہ آیا اور نہ آئیگا۔ مگر یہ بات واقعات کے خلاف ہے۔ اول تو ہم عذاب کو ہی بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور مدعی رسالت (بروزی) بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور نشانات جو اس کی تائید میں نازل ہوئے ہیں ان کو دیکھکر سعید دل تو فوراً بول اُٹھتے ہیں کہ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار

ہم ان تمام باتوں سے درگذر کرتے ہیں اور خود مولوی صاحب کا قلمی اقرار پیش کرتے ہیں ہاں مولوی صاحب میرے ان الفاظ سے یہ فایدہ نہ اُٹھائیں کہ جواب دیتے وقت تمام باتوں کو نظر انداز کردیں بلکہ چاہئے کہ وہ میرے اس مضمون کو مرقع میں شائع کردیں اور ایک ایک پوائنٹ پر بحث کریں۔

سُنئے مولوی صاحب آپنے اسی مضمون میں آگے چل کر مفتی یا فتنہ الدجال کی وہ حدیث نقل کی ہے کہ جس کا پہلا ٹکڑا دیوبند کے مضمون میں مشکوٰۃ سے نقل کیا گیا ہے جو یہ ہے فیبعث

بنی اللہ عیسیٰ واصحابہ الا رض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الا ملأہ زھمھم ونتنھم جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی اور اسکے دوست خدا سے دعا کرینگے پھر خدا اُن لوگوں پر ایک بڑا بھیجیگا۔ جو اُنکی گردنوں میں پیدا ہوگا اور لوگ ایک نفس واحد کیطرح یکایک مرجائینگے اور آخر خدا تعالیٰ کا نبی مسیح اور اس کے ساتھی زمین کیطرف جائینگے اور تمام زمین کو بدبو سے بھری ہوئی پائیگے اگرچہ ترمذی کی حدیث میں نبی اللہ کا لفظ نہیں ہے مگر مشکوٰۃ میں تو ضرور ہے اور آپ قائل ہیں کہ مشکوٰۃ کی حدیث بعینہ ترمذی کی حدیث ایک ہی ہے۔ اور آپ کو مشکوٰۃ کے الفاظ میں نبی اللہ پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے پس آپکے ہی اقرار سے ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے بعد عیسیٰ نبی اللہ آنے والا ہے۔ پھر نہیں جانتا کہ عیسیٰ نبی اللہ کی آپ کیا تاویل کرسکتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو آپ ختم نبوت کے یہ معنے کر رہے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد جو شخص نبی ہونیکا دعوے کرے وہ جھوٹا ہے اور دوسری طرف مان رہے ہو کہ عیسیٰ نبی اللہ مبعوث ہوگا۔ کیوں مولوی عیسیٰ نبی اللہ جونہی ہونیکا دعویدار ہوگا تو آپ اسکو کاذب ہونیکا الزام لگائینگے یا نہیں۔ اگر آپ نے یہ سچے دل سے لکھا ہے تو تو ضرور آپ کے نزدیک آنیوالا نبی اللہ بھی جھوٹا ہوا پس سوچو اور جواب دو کہ ختم نبوت کے کیا معنے ہیں۔ کیونکہ ان معنوں کے رو سے تو آنحضرتؐ کی حدیث کو بھی معاذ اللہ غلط کہنا پڑتا ہے۔

[illegible]

اُمت احمدیہ میں مسیحیت کے لئے کہلانیکو کوئی نہیں بلکہ خدا کو اپنا وہی اسرائیلی مسیح بھیجنا پڑے گا۔ حالانکہ یہ سراسر ختم نبوت کے برخلاف ہے۔ ہم پر تو یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب خاتم النبیین آں حضرت صلعم ہیں تو پھر ان کے بعد مرزا صاحب کا دعوٰے نبوت کیونکر تسلیم کرلیا جاوے جس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں مگر یہ سوال کرنے والے اپنے گھر کو بھی بھول ہی جاتے ہیں نہیں سوچتے کہ ان کا اپنا عقیدہ کیا ہے اور کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔ اگر یہی سوال یہ لوگ اپنے سامنے اس طرح رکھیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح اسرائیلی جو نبی ہے اور جسکی نبوت آنحضرتؐ کی نبوت سے الگ ہے کیسے آسکتا ہے تو انکو فوراً اپنی غلطی معلوم ہو جاوے لیکن یہاں تو غرض صرف اعتراض کرنا ہے وبس۔

مرقع بابت فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۸ پر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ مسیح عم کی نبوت تو محمد رسول اللہ سے پہلے کی ہے بعد کی نہیں پس ان کی تشریف آوری آنحضرتؐ کی ختم نبوت کے مخالف نہیں اگر ہے تو مرزائیوں [illegible]

[illegible]

مولوی ثناء اللہ کے مخالف مضامین کا جواب دیا جاتا ہے:۔ آخر پر میں مولوی صاحب کو المتا۔ مرزا کے ۔۲ روپے کے انعام کے اعلان کیطرف متوجہ کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اس تجویز پر جو مولوی فضل الدین نے پیش کی تھی رضامند ہیں [illegible]

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا